مولانا محمد مغیرہ
خطیب جامع مسجد احرار، چناب نگر

امیر المومنین، خلیفۂ راشد سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
شدت وہیبت میں جبرائیلؑ کے مثیل

اللہ کے آخری رسول نبی اکرم ﷺ نے فرمایا"سید القوم خادمهم" یعنی قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے۔اور اپنی قوم کی راحت و آرام کے لیے ہر قسم کا سامان مہیا کرتا ہے۔ان کے دکھ درد کا خیال رکھتا ہے۔

مسلم حکمرانوں کی تاریخ میں ان گنت ایسے واقعات ہیں کہ بادشاہ وقت (خلیفۃ المسلمین) قوم کی نگہبانی کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہا ہے۔خلیفہ بنتے ہی اس کی راحت جان یہ ہے کہ میری رعایا کو آرام میسر ہو اور یہ اس لیے کہ اسے علم ہے کہ مرنے کے بعد ایک دن پھر جی اٹھنا ہے اور خدائے واحد کے سامنے حاضری دینا ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہٖ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر نگہبان سے اپنے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔کوئی صرف چار دیواری یعنی گھر کا نگہبان ہے تو اس سے گھر کے افراد کے بارے میں پوچھ ہوگی۔ایسے ہی ہر حکمران سے پورے ملک میں بسنے والی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

حضور ﷺ کے دوسرے خلیفہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حسب دستور ایک رات گشت کرتے ہوئے آبادی سے باہر ایک کھلے میدان میں جا نکلے۔گھاس پھونس کی ایک جھونپڑی نظر آئی۔کیا دیکھتے ہیں کہ تاریکی میں ایک آدمی افسردگی کی حالت میں بیٹھا ہے جبکہ جھونپڑی سے عورت کے کراہنے کی آواز آ رہی ہے۔امیر المومنین اس آدمی کے پاس گئے سلام کیا اور پوچھا ''تو کون ہے اور اس صحرا میں کیوں ٹھہرا ہوا ہے۔'' جس پر اس نے کہا'' بوریہ نشین ہوں' یہاں آیا ہوں کہ امیر المومنین کے جود وسخا سے فیض پاؤں۔یہ میری بیوی ہے اور دردِ زہ میں مبتلا ہے۔'' امیر المومنین نے کہا'' کیا اس کی مدد کے لیے کوئی عورت ہے؟'' جواب ملا'' نہیں!'' امیر المومنین سیدھے اپنے گھر پہنچے اور اپنی زوجہ سیدہ ام کلثوم بنت سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا'' ایک کارِ ثواب ہے' کرو گی؟'' زوجہ کہنے لگیں'' کیا کام ہے؟'' فرمایا'' ایک غریب الدیار عورت ہے' دردِ زہ میں مبتلا ہے۔'' سنتے ہی سیدہ ام کلثومؓ تیار ہو گئیں۔خود امیر المومنین نے خورد ونوش کا کچھ سامان لیا اور اپنی اہلیہ کے ہمراہ مسافر کے پڑاؤ کی طرف چل دیئے۔آپؓ نے اہلیہ کو اندر بھیج دیا اور خود مسافر کے پاس بیٹھ گئے بلکہ آگ جلا کر دیگچی میں کھانا پکانے لگے۔کچھ دیر بعد اندر سے آواز آئی'' امیر المومنین! اپنے مسافر بھائی کو مبارک باد دیجئے' اللہ نے اس کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔'' امیر المومنین کو اپنے پاس موجود پا کر مسافر کے پاؤں سے زمین سرک گئی۔امیر المومنین نے مسافر کی پریشانی کو دیکھ کر تسلی دی کہ میں

تمہارا خادم ہوں' پریشان کیوں ہوتے ہو؟ اطمینان رکھو۔'' امیر المومنین نے دیگچی اٹھائی اور دروازہ کے قریب آ کر رکھ دی' اپنی اہلیہ کو آواز دی کہ ''یہ لے جاؤ اور اپنی بہن کو کھلاؤ۔'' فراغت کے بعد امیر المومنین اپنی اہلیہ کے ساتھ واپس چلے گئے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کی زندگی اس قسم کے واقعات سے مزین ہے۔ رعایا آپ سے بہت خوش رہی۔ حضور ﷺ سے آپ کے بہت سے فضائل منقول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''میں نے ایک دن خواب میں جنت کی سیر کی۔ مجھے ایک محل نظر آیا۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ محل میرے لیے ہوگا۔ جب میں نے اس محل کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ عمر بن خطابؓ کا ہے۔''

حضور اقدس ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا ''میں آخری نبی ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' ایک دوسری حدیث میں فرمایا ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔'' جیسے سابقہ کتب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ملتا ہے۔ ایسے ہی آپ کے صحابہ کرامؓ کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک دفعہ ایک عیسائی عالم سے ملاقات ہوئی۔ عیسائی عالم نے کہا ''ہماری کتابوں میں' تمہارے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے' آپ کو ''قرن حدید'' (فولادی سینگ) کہا گیا ہے۔'' حضرت عمرؓ نے پوچھا ''قرن حدید یعنی فولادی سینگ سے کیا مراد ہے؟'' عیسائی عالم نے کہا ''فولادی سینگ سے مراد بے حد سخت گیر حاکم یعنی عدل کے معاملہ میں متشدد فرمانروا ہے۔''

اسی صفت کو ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وَاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ' اللہ تعالیٰ نے کائنات کا نظام اسباب کے ساتھ معلق کیا ہے۔ جب رسول اکرم ﷺ کو نبوت کا تاج پہنایا گیا تو آپ نے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان فرمایا اور دعوت الی التوحید پر گامزن ہوئے تو کچھ لوگ اسلام قبول کرنے لگے مگر حال یہ تھا جو بھی اسلام قبول کرتا وہ دھر لیا جاتا۔ جن میں حضرت بلالؓ، حضرت عمارؓ جیسے کئی صحابہؓ تھے۔ حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکر جیسے معزز حضرات اسلام قبول کرنے کے بعد کسی نہ کسی بہانے دھر لیے جاتے۔ حالانکہ وہ قبول اسلام سے پہلے بھی معاشرے میں معزز سمجھے جاتے تھے اور اپنا اثر ورسوخ رکھتے تھے۔ کون صحابی ہوگا جو کفار کے ظلم وستم سے بچا ہو؟ جب خود خاتم الانبیاء ﷺ کفار کے ظلم وستم کا شکار رہے تو غلاموں کی تو بات ہی اور ہے۔ کفار نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تبلیغی سرگرمیاں ختم کی جائیں۔ جس کے لیے حضور علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے گئے مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ قریباً چالیس کے قریب لوگ مسلمان ہوئے مگر سارے کے سارے کفار کے تختہ مشق بنے ہوئے تھے۔ جس پر نبی کریم ﷺ پریشان وغم زدہ رہتے۔ ایک دن حضور ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے اور غمزدہ حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی: ''اے اللہ! عمر بن خطاب یا ابوجہل میں سے جو تیرے ہاں محبوب ہو'اس سے اسلام کی عزت عطاء فرما!'' دعا کے بعد ایک ایسا ظاہری سبب بنا کہ حضرات عمرؓ غلام بن کر حضور ﷺ کے قدموں میں جا پہنچے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کو دعاء پیغمبر کھینچ کر اسلام کی طرف لا رہی تھی اور یہ اللہ کی طاقت ہے جو چاہے کرے۔ حالانکہ حضرت عمر محمد رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی غرض سے نکلے تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت

عمرؓ کے چہرے پر آثار تبدیل ہوتے دیکھے تو ان سے رہا نہ گیا فرمانے لگے ''عمر مبارک ہو' معلوم ہوتا ہے حضور علیہ السلام کی دعا تیرے حق میں قبولیت اختیار کر چکی ہے' یہ سن کر فرمانے لگے ''خبابؓ! مجھے بھی حضور ﷺ کی خدمت میں لے چلو۔'' حضرت خبابؓ خوشی خوشی عمر کو ساتھ لیے دار ارقم کی طرف چل دیئے' جہاں حضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ جمع ہوا کرتے تھے۔ پہنچتے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے دستک دی اور حضرت عمرؓ کے اندر آنے کی اجازت چاہی مگر عمر جو اب تک دشمن رسول تھے' اس کو اندر آنے کی کیسے اجازت دی جا سکتی تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس بات سے ابھی بے خبر تھے کہ عمر پر کیا کیا انقلابات اور تغیرات آ چکے ہیں۔ کوئی بھی دروازہ کھولنے کو تیار نہ ہوا۔ حضرت حمزہؓ جو اس وقت حضور ﷺ کے پاس موجود تھے۔ جرأت و بہادری کے پیکر تھے۔ انہوں نے فرمایا دروازہ کھول دو اور حضرت عمرؓ کو اندر آنے دو۔ اگر اللہ نے عمر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے تو اللہ اس کو ہدایت، اسلام قبول کرنے اور اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے کی توفیق دے گا اور اگر حضرت عمرؓ کے ساتھ اللہ کی طرف سے کوئی بھلائی کا ارادہ نہیں اور وہ بھی کسی غلط ارادہ سے آیا ہے تو پھر دیکھا جائے گا اور خدا کو منظور ہوا تو اُسی کی تلوار سے اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے بھی دروازہ کھولنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ دروازہ کھلتے ہی دو افراد نے عمر کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر آپ ﷺ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو کرتے سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور ارشاد فرمایا ''عمر! تو اس وقت تک دشمنی سے باز نہیں آئے گا' جب تک تجھ پر عذابِ الٰہی نازل نہ ہو۔'' عمر سر جھکائے انا چھوڑ کر ہمہ تن حاضر خدمت ہو چکے تھے۔ عرض کیا ''یا رسول اللہ! اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤں۔'' اور زبان سے یہ الفاظ جاری ہو گئے۔ اشهد ان لا الٰه الا الله وانک رسول الله جس پر حضور علیہ السلام کا چہرہ چمک اٹھا اور فرط مسرت سے با آواز بلند نعرۂ تکبیر کہا۔ صحابہ بھی خوش ہو رہے تھے کہ جبرائیل آسمانوں سے تڑپ کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ! آسمان کے مکینوں اور فرشتوں کو حضرت عمرؓ کے حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کا شدید انتظار تھا اور اب تمام آسمان والے عمر کے اسلام لانے پر بے حد مسرور ہیں۔ چونکہ عمر پیغمبر اسلام کی دعا کا ثمر بن کر آئے تھے۔ یقیناً ایسے ہی ہونا چاہیے تھا کہ پیغمبر اسلام نے دین حق کی عزت کے لیے عمر مانگا تھا اور ایسے ہی ہوا کہ عمر کے اسلام قبول کرتے ہی' دین کی عزت اور غلبہ شروع ہو گیا۔ سیدنا عمرؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ سچے نہیں' کیا ہمارا دین سچا نہیں تو پھر کیوں ہم اللہ کی عبادت چھپ کر کریں۔ رحیم و کریم پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا'' تیری قوم ہمیں کعبتہ اللہ میں نماز نہیں پڑھنے دیتی۔'' سیدنا عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی مسلمان حرم میں علی الاعلان نمازیں پڑھنے لگے اور علانیہ طور پر دعوت و تبلیغ کا کام شروع ہو گیا۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ''میرے دو وزیر آسمان پر ہیں یعنی جبرائیل و میکائیل' اور دو زمین پر ہیں یعنی ابوبکر و عمر۔ آپ ﷺ نے ایک دن اپنے یارِ غار سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور اپنی دعا کے ثمر سیدنا عمر فاروقؓ سے فرمایا میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ملائکہ میں تم دونوں جبرائیل و میکائیل سے اور انبیاء میں ابراہیم و نوح سے مشابہ ہو۔ میکائیل اپنی رحمت اور ابراہیم علیہ

السلام اپنے عفوو درگزر کی صفتوں کے ساتھ ابوبکرؓ کی شخصیت اور جبرائیلؑ اپنی شدت وہیبت اور دشمنان خدا پر اپنی گرفت اور نوح علیہ السلام اپنے پیغمبرانہ جلال اور زمین پر کفار کی بربادیٔ مطلق کی آرزو کے ساتھ عمرؓ کی شخصیت میں جلوہ فرما ہیں۔ نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا ''منافق' ابوبکر و عمر سے محبت نہیں کرسکتا اور مومن ان دونوں سے کینہ اور بغض نہیں رکھ سکتا۔

ایک دن مسجد میں حضور ﷺ اس شان سے داخل ہوئے کہ آپ کے دائیں ہاتھ ابوبکرؓ اور بائیں ہاتھ عمرؓ تھے۔ آپ نے فرمایا ''محشر میں ہم (تینوں) اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔'' ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا ''جب مجھے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا تو میں ابوبکرؓ و عمرؓ کے درمیان ہوں گا۔ ہم تینوں حرم کے درمیان کھڑے ہوجائیں گے۔ اس کے بعد اہل مدینہ اور اہل مکہ آئیں گے۔ اس سے بڑھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ حضور علیہ السلام کا وجود مبارک جس خمیر سے اٹھایا گیا' اسی سے عمر رضی اللہ عنہ کا خمیر بھی اٹھا گیا اور اسی میں اکٹھے لوٹائے گئے۔

جس پر قرآن شاہد ہے۔ منها خلقنكم و فيها نعيدكم و منها نخرجكم تارة اخرىٰ

ابوسفیان تائب

نام محمد ﷺ

ہے دل کا سکوں راحت جاں نام محمد
ہر لمحہ رہے وردِ زباں نامِ محمد
مٹ جاتے ہیں غم چہرے پہ آجاتی ہے رونق
ہوتا ہے لبوں سے جوادا نامِ محمد

نظرِ نبوت ﷺ

تیری نظر سے ملی روشنی زمانے کو
تیری نظر تو ہر اک روشنی سے بڑھ کر ہے
تیری نظر سے ہی تاریک دل ہوئے روشن
تیری نظر ہی تو نورِ خدا کا مظہر ہے

احرار

توحید کا پرچم اٹھائے آگئے احرار
ہر دور کے فرعون سے ٹکرا گئے احرار
ناموسِ پیغمبرؐ ہوکہ اصحابؓ کی عظمت
ہیں سربکفن تیغ بدست آگئے احرار